باب-18

علم

☆ وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِي كُنتَ عَلَيْهَا إِلَّا لِنَعْلَمَ مَن يَتَّبِعُ الرَّسُولَ ۔

ترجمہ: اور ہم نے (بیت المقدس کو) قبلہ نہیں بنایا تھا جس پر تم تھے مگر اس لیے کہ ہم سب کو معلوم ہو جائے کہ کون رسول کی اتباع کرتا ہے۔(سورۃ البقرہ: آیت 143 کا حصّہ)

☆ وَلَمَّا يَعْلَمِ اللَّهُ الَّذِينَ جَاهَدُوا ۔

ترجمہ: اور ابھی تک اللہ کو معلوم نہیں کہ کون مجاہدین ہیں۔(سورۃ آل عمران: آیت 142 کا حصّہ)

☆ فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِن كُنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ۔

ترجمہ: تو اے لوگو اہلِ علم سے پوچھو اگر تمھیں علم نہیں۔(سورۃ النحل: آیت 43 کا حصہ)

☆ وَقُل رَّبِّ زِدْنِي عِلْمًا ۔

ترجمہ: اور تم کہو (یعنی دعا کرو) اے اللہ! تو میرے علم کو زیادہ کر۔(سورۃ طٰہٰ: آیت 114 کا حصّہ)

سورۃ البقرہ اور سورۃ اٰل عمران کی جو دو آیات اوپر بیان کی گئی ہیں ان میں اِلاَّ لِنَعْلَمَ اور وَلَمَّا يَعْلَمِ اللهُ کے الفاظ سے اللہ تعالیٰ کے علم کے بارے میں اس کی مکمل تشریح ضروری ہے۔

- دیکھو! اللہ تعالیٰ کا علم تین طرح کا ہوتا ہے۔

(1) علم ذاتی : اللہ تعالیٰ کا اپنے آپ کو جاننا، دراصل سب کو جاننا ہے اور یہ علمِ ذاتی ہے۔ کیوں کہ وہ سب کا منشا اور سبب ہے۔ خدا کو، ذات اور علم دونوں طرح کا احاطہ ہے۔ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيطٌ، وہ سب کو محیط ہے۔ ایک ذرّہ بھی اس کی ذات اور اس کے علم سے باہر نہیں۔ تمام ذاتِ الٰہی کی تفصیل ہے۔ غور کرو کہ ایک شخص کا نام عبد اللہ ہے۔ اس میں کیا کچھ نہیں ہے؟ سر ہے، تن ہے، سر میں کیا کیا ہے؟ دو آنکھیں ہیں، ان پر دو بھوئیں ہیں۔ دو کان ہیں۔ ایک ناک ہے۔ منہ ہے، منہ میں ہونٹ ہیں، دانت اور زبان بھی ہے۔ تن میں ہاتھ

Siddiqui Publications

ہیں، گردن ہے، پیٹ ہے، پیٹھ ہے، پیر ہے۔ غرض ایک بال بھی اس سے خارج نہیں۔ بہ ظاہر عبد اللہ ایک مفرد چیز ہے۔ مگر غور کرتے جاؤ تو اسی میں ہزاروں چیزیں نکلیں گی۔ تم بولتے بولتے تھک جاؤ گے مگر عبد اللہ سے کوئی چیز نہ چھوٹے گی۔ چونکہ ایسے علم کا منشا ذاتِ خداوندی سے ہے لہٰذا اس علم کو علمِ ذاتی کہتے ہیں۔ اس مرتبہ میں خدا، خود ہی عالم ہے، خود ہی علم ہے اور خود ہی معلوم بھی۔

(2) علم فعلی: پیدا کرنے سے پہلے، اعیانِ ثابتہ اور معلومات کو ممیز و ممتاز جاننا، علمِ ذاتی ہے۔ ان دونوں طرح کے علموں کے قِدم، eternity یا ہمیشگی میں کسی کو شبہ نہیں ہوتا۔ چونکہ اللہ تعالیٰ تمام چیزوں کو جان کر پیدا کرتا ہے لہٰذا اس علم کا مرتبہ قدرت کے مرتبے سے پہلے ہے۔ چیزوں کو پیدا کرنے سے پہلے وہ تمام چیزیں علمِ الٰہی میں تھیں۔ جو چیزیں علمِ الٰہی میں رہتی ہیں انہیں اصطلاحاً " اعیانِ ثابتہ " کہا جاتا ہے۔ کوئی عینِ ثابتہ پیدا اس وقت ہو گی یا اس کا ظہور اس وقت ہو گا جب اللہ تعالیٰ اس کو ' کُن ' کا حکم فرمائے گا۔ اسی لیے اس درجے کے علم کو علمِ فعلی کہتے ہیں کیونکہ اس کے اثر سے اس کے بعد کے درجے کا علم ہوتا ہے۔

(3) علم انفعالی: اللہ تعالیٰ کے علمِ قدیم کا مخلوقات سے اس کی تخلیق کے بعد متعلق ہونا، علمِ انفعالی ہے۔ یعنی پیدا کرنے کے بعد جاننا۔ ایسے علم کے دو پہلو ہوتے ہیں۔ ایک پہلو حق یعنی God ہے اور دوسرا خلق یعنی God's creations ہے۔ خلق کے حادث اور نئے پیدا ہونے سے علمِ قدیم کے حادث ہونے کا شبہ ہوتا ہے۔ لیکن اوپر بیان کیا گیا کہ سب چیزیں خلق سے پہلے علم میں تھیں۔ چناں چہ خدا جیسا جانتا ہے ویسا ہی پیدا بھی کرتا ہے اور وہ چیز ویسی ہی رہتی ہے۔ خدا جانتا تھا کچھ، اور پیدا ہو گیا کچھ، یہ ممکن نہیں۔ معلومِ الٰہی کو جب کُن کا حکم دیا جاتا ہے اور اسمائے الٰہی کی اس پر تجلی ہوتی ہے تو تمام چیزیں ظاہر اور خارج میں موجود ہو جاتی ہیں۔ علم کے اس مرتبہ کا نام علمِ انفعالی ہے۔ اور یہ مرتبہ، بَعدِ کُن ہے۔

بعض کا خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ پہلے دو علوم یعنی علمِ ذاتی اور علمِ فعلی کو ماضی (past) سے بیان کرتا ہے اور تیسرے قسم کے علم کو استقبال (future) سے۔ جیسے ہم کہیں، اللہ نے فلاں شئے کو پیدا کیا۔ تو اس پیدا کرنے میں دو طرف نسبت ہوئی۔ ایک اللہ کی طرف اور دوسرے اس کی پیدا کردہ چیز کی طرف۔ اس علم کو جب خدائے تعالیٰ کی طرف نسبت لگا کر دیکھو تو اس کا منشا، قدیم ہے۔ اور جب کسی مخلوق کی طرف نسبت کر کے دیکھو تو اس کا منشا، حادث (new emergence) ہے، نوپیدا ہے۔ بعض کا خیال ہے کہ علم، قدیم میں قدیم اور حادث میں حادث ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ اللہ نے پیغمبر کے علم کو اپنا علم کہا ہے۔ اور لِيَعْلَمَ اللّٰهُ کے معنی لِيَعْلَمَ الرَّسُوْلُ کے ہیں۔ جیسے، يَدُ اللَّهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ میں نبی کا ہاتھ، (سورۃ الفتح: آیت 10)۔۔۔ اور بعض کا

خیال ہے کہ لِیَعْلَمَ اللّٰہُ کے معنی لِیَعْلَمَ النَّاسُ کے ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ دائرہ زماں سے خارج ہے اور اس کے لیے تقدیم اور تاخیر (early or late) نہیں بلکہ یہ زمانہ لوگوں کے لحاظ سے ہے۔ مثلاً پریس میں پتھر پر کاغذ چسپاں کیا جاتا ہے۔ اور تمام کتابت پرنٹ ہو جاتی ہے۔ دیکھو! پتھر کے لحاظ سے کوئی سطر، کوئی صفحہ پہلے اور بعد نہیں۔ لیکن پڑھنے کے لحاظ سے مقدم اور مؤخر ضرور ہے۔ پس لِنَعْلَمَ اللّٰہُ کے معنی لِنَعْلَمَ النَّاسُ کے ہوئے۔ الغرض، اللہ تعالیٰ کا علم بہ حیثیت "اللہ" کے قدیم ہے۔ حدوث یعنی new appearances کو وہاں دخل نہیں، عدم یعنی nonexistence کو وہاں قدم نہیں۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ اَوَّلاً وَّ اٰخِرًا وَّ بَاطِنًا وَّ ظَاهِرًا۔

قرآن شریف میں ہے، وَإِن مِّن شَيْءٍ إِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهِ ، اور کوئی شئے ایسی نہیں ہے جو اللہ تعالیٰ کی حمد و تسبیح نہ کرتی ہو (سورۃ الاسراء: آیت 44)۔ گویا ہر چیز کو کچھ نہ کچھ علم ہے۔ انسان اور حیوان کا صاحبِ علم ہونا تو سب کو معلوم ہے۔ اب نباتات میں بھی علم ہونے کی تحقیق ہو رہی ہے۔ انسان جب آپس میں ملتے ہیں تو روحِ انسانی دی جاتی ہے، اور وہ ان کی حاکم ہوتی ہے۔ حیوان ملتے ہیں تو روحِ حیوانی دی جاتی ہے۔ اسی طرح نباتات کو روحِ نباتی دی جاتی ہے۔ اور وہی ان سب پر حاکم رہتی ہے۔ قیامت میں روحِ انسانی کی حکومت ہٹا دی جائے گی تو ہاتھ پاؤں اور تمام چیزیں اس پر گواہی دیں گی۔

صاحبو! بے علمی بری بلا ہے۔ جاہل مردہ ہے، گو چلتا پھرتا ہے۔ انسان کا امتیاز علم سے ہے۔ اگر علم ہے نہ ہنر تو پھر تم کو انسان کہلانے کا حق نہیں۔ علم و ہنر رکھنے والے تم پر اسی طرح حکومت کرتے ہیں جس طرح انسان حیوان پر حکومت کرتا ہے۔ لہٰذا تم سعی و اجتہاد کرو۔ کوشش کرو، محنت کرو۔ اہلِ علم سے پوچھو۔ ان سے تعلیم حاصل کرو۔ عالم کہلاؤ۔ پھر تعلیم کے لیے نکلو۔ لیکن یہ یاد رکھو کہ نیم ملا خطرۂ ایمان نہ بنو۔ دیکھو! کسی تجربہ کار ڈاکٹر کے نیچے کچھ مدت تک کام کرتے ہیں تو پھر کہیں علٰحدہ کام کرنے کی اجازت دی جاتی ہے۔

شروع میں درج شدہ سورۃ طٰہٰ کی آیت 114 پر بھی ذرا غور کرو۔ حبیبِ خدا محمد مصطفیٰ ؐ کو جن کی شان ہے وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُن تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا، (سورۃ النساء: آیت 113) اور جن کا طرۂ دستار ہے، "اُوْتِیْتُ الْعِلْمَ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ" اُن کو بھی حکم ہوتا ہے، وَ قُلْ رَّبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا، اور تم اپنی علمی ترقی کے لیے دعا کرو۔۔ لہٰذا تم بھی یہ یاد رکھو اور خوب سمجھ لو کہ زندگی علمی ترقی کا نام ہے۔ اگر علم کا دروازہ بند ہو جائے تو موت ہے، یا پھر اقل درجہ (lowest degree) کا دماغ پر فالج ہے۔

Siddiqui Publications

اچھا!ایک سوال یہ اٹھتا ہے کہ جب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو عِلْمَ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ دیا گیا تو ان کی علمی ترقی کیسی ؟۔۔۔ اس کا جواب یہ ہے کہ باوجود اجمالی علم کے تفصیلی علم کے طلب کی ضرورت ہے۔ دیکھو جیسے میں آپ کو دیکھ رہا ہوں تو یہ آپ کے بارے میں ایک اجمالی(brief) سا علم ہے۔ اور آپ کے بارے میں مزید علم کی پھر بھی ضرورت ہے۔ اسی طرح سارا عالم آجائے تو پھر بھی اس کی ہر چیز کو جاننے کے لیے التفاتِ خاص کی ضرورت ہوگی۔ تفصیلی علم تو قیامت تک اور اس کے بعد بھی ختم نہ ہوگا۔ کیونکہ جیسا اوپر بیان کیا گیا کہ علم اگر موقوف ہو جائے، رُک جائے، تو موت ہے۔

صاحبو! علم کو پانی سے بڑی نسبت ہے۔ پانی، پیاس بجھاتا ہے۔ علم، طلب بجھاتا ہے۔ جس طرح پانی سے حیات ہے، علم سے بھی حیات ہے۔ ایک جاہل کو علم دینا اس کو زندہ کرنے کے مساوی ہے۔ غرض کہ علم بڑی دولت ہے۔ نعمت ہے۔ ایک اور بات یاد رکھو کہ جس کا آج اس کے کل کے برابر ہے وہ گھاٹے میں ہے۔ اس کی آج کی زندگی بے کار ہے۔ لہٰذا زمانہ کے ساتھ ساتھ تمھارا علم ترقی کرتا چلا جائے۔ ہر سانس ایک تازہ علم کے ساتھ ہو۔رَّبِّ زِدْنِی عِلْمًا۔ وَّ اَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ۔

{حوالہ تفسیر صدیقی۔ پارہ2 صفحہ 2 تا5 پارہ4 صفحہ 43 تا45 پارہ14 صفحہ 71، 72
پارہ16 صفحہ 40، 123، 124، پارہ18 صفحہ 57 پارہ 26 صفحہ 41 اور پارہ29 صفحہ 100}

متفرقات۔Miscellaneous

کَتَبَ عَلٰی نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ(سورۃ الانعام: آیت 12): یہ اللہ کی عنایت ہی تو ہے کہ اس نے رحم کو ہمارے لیے اپنے اوپر واجب کر لیا ہے۔ ہم نیست تھے ہم کو ہست کیا۔ ہم معدوم تھے ہم کو موجود کیا۔ ہم نے کیا کیا تھا کہ ہم کو پیدا کرتا۔۔؟ یہ اس کا فضل ہے، کرم ہے۔۔۔ ماں کا سینہ میں دودھ کا اتارنا، کون سے کام کا بدلہ ہے۔۔؟ ہماری پرورش کے لیے کھیتوں میں غلّہ، درختوں پر میووں کا پیدا کرنا، ہمارے کس کام کا اجر ہے۔۔۔؟اَللّٰھُمَّ خَلَقْتَنِیْ مَجَاناً، وَرَزُقْتَنِیْ مَجَاناً، فَاغْفِرْلِیْ مَجَاناً ، اے ہمارے رب! تو نے مجھے مفت پیدا کیا ہے، مفت پالا، اب مجھے بخش دے تو مفت ہی۔۔۔

{حوالہ تفسیر صدیقی۔ پارہ7 صفحہ 45 اور46}